مسلح تصادم وخلفشار کے دوران طبّی خدمات اور سہولتوں کے تحفظ کی ضرورت (دوسری اور آخری قسط)

ڈاکٹر محسن نقوی

مسلمانوں کا باہمی فساد

گزشتہ صفحات میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اور معاشرے میں فساد برپا کرنے کے حوالے سے جو قرآنی آیات اور تفسیری نکات پیش کیے گئے ہیں، ان کے بعد خاص اس موضوع پر کچھ کہنا تحصیلِ حاصل معلوم ہوتا ہے۔لیکن آج کل جس طرح مسلمان ممالک، خاص کر پاکستان میں انتہا پسندی عروج پر ہے، اس میں مذہبی انتہا پسندی بھی کسی دوسری نوع سے کم نہیں۔اس کی بعض صورتوں اور ان کے حل پر ہم نے اپنی کتاب ''دہشت گردی: اسباب، نتائج اور ان کا حل'' میں روشنی ڈالی ہے۔لیکن موضوع کی مناسبت سے کچھ امور یہاں عرض کرتے ہیں:

۱:......اسلام' ایک مسلمان کا خون، مال، اور عزت کو دوسرے کے لیے حرام قرار دیتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا:

''کُلّ المسلم علی المسلم حرامٌ دمہٗ و مالہٗ و عِرضہٗ''۔

''ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے''۔ (۱)

یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبۂ حجۃ الوداع میں بھی فرمائی ہے۔ (۲)

۲:......مسلمانوں کے ایک دوسرے کو قتل کرنے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''طریقۂ جاہلیت'' سے تشبیہ دی ہے اور اس کے مرتکب کو کافر قرار دیا ہے:

''لا ترجعوا بعدی کفارًا، یضرب بعضُکم رقابَ بعض''۔ (۳)

''میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض دوسروں کی گردن مارنے لگیں۔''

۳:...... یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مسلمانوں کے آپس میں لڑنے کی صورت میں قاتل ومقتول دونوں کو جہنم کی وعید دی ہے۔اس پر ایک صحابیؓ نے پوچھا: ایک تو ان میں قاتل ہے،

لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''إنہ قد أراد قتل صاحبہ''...... ''ارادہ تو اس کا بھی یہی تھا کہ اپنے ساتھی کو قتل کردے''۔ (۴)

۴:...... آنحضرت ﷺ نے ہر مؤمن پر واجب کیا ہے کہ جب دوسرا مؤمن شدائد میں مبتلا ہوتو وہ بقدرِ استطاعت اس کی مدد کرے:

''المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یُسلِمہ و من کان فی حاجۃ أخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ، ومن فرّج عن مسلم کربۃ فرّج اللّٰہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ۔''(۵)

ترجمہ: ''مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اُسے تنہا چھوڑتا ہے، جو اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی میں لگ جاتا ہے، اللہ اس کی حاجت روائی میں لگ جاتا ہے۔ اور جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی تکلیف دور کی تو اللہ روزِ قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف اس سے دور کرے گا۔''

۵:...... نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ اگر کوئی مسلمان ظالم ہوتو اس کو ظلم سے روکنا بھی اس کی مدد کرنا ہے۔ (۶)

۶:...... نبی کریم ﷺ نے قومیت کی بنیاد پر مسلمانوں کے باہمی فساد کو ''جاہلیت'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ اوس اور خزرج یہودی قبیلے تھے جن میں جنگ رہتی تھی، مسلمان ہونے کے بعد دونوں ایک ہوگئے۔ ایک مرتبہ یہودیوں نے سازش کرکے ایک لڑکے کو ان کے درمیان فتنہ برپا کرنے کے لیے بھیجا، اس نے فریقین کو اتنا بھڑکایا کہ تلواریں نکل آئیں اور اوس وخزرج اپنے اپنے حامیوں کو پکارنے لگے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''أبدعوی الجاہلیۃ؟ و أنا بین أظہر کم، دَعُوہا فإنّہا منتنۃ''۔

''کیا جاہلیت کی پکار پکاری جارہی ہے؟ حالانکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں، اُسے ترک کردو کہ اس میں سے گندگی کی بو آتی ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں، اللہ کو یاد دلایا، چنانچہ یہ لوگ رونے لگے، اوس وخزرج نے ایک دوسرے کو گلے لگالیا اور شرمسار ہوئے اور یہ سمجھ گئے کہ یہ شیطان کی چال تھی۔ (۷)

مسلم ممالک یا گروہوں کی باہمی جنگیں

اسلام نے مسلمانوں کو امّت کی وحدت کا درس دیا ہے، جو مسلمان جس جگہ رہتا ہے وہ ممالک کی سرحدوں سے بالاتر ہوکر ''اُمّت'' کے ساتھ جڑا ہوا ہے، مسلمانوں کو جغرافیائی سرحدیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کرسکتیں۔ قرآن کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱:...... ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ''۔ (۸)

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں ''ایک اُمّت وسط'' بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو''۔

۲:...... ''كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ''۔ (۹)

''تم سب سے بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو۔''

۳:...... ''إِنَّ هٰذِهٖ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ''۔ (۱۰)

''بے شک یہ تمہاری امت ایک امت ہے اور تمہارا رب میں ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔''

۴:...... ''وَإِنَّ هٰذِهٖ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ أَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ''۔ (۱۱)

''اور بے شک یہ تمہاری امت ایک امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس تم مجھ سے ہی ڈرو۔''

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں امت کا تصور ہے، لیکن جغرافیائی اور قومی ممالک کا تصور موجود نہیں ہے، یہ بہت بعد میں آیا۔ اس لحاظ سے کسی مسلمان ملک کو کسی دوسرے مسلمان ملک سے جنگ نہیں کرنی چاہیے اور خدانخواستہ اگر ایسی نوبت آجائے تو سورۃ الحجرات کی آیات پر عمل کرتے ہوئے پہلے ان کے درمیان صلح کی کوشش ہوگی، اگر ایک ملک صلح پر آمادہ نہ ہو تو تمام اسلامی ممالک اس کے خلاف مختلف اقدامات کر کے اُسے اللہ کے راستے کی طرف لائیں اور ان میں ''عدل و انصاف'' کے ساتھ صلح کروادیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل سے قبل خطبہ دیتے ہوئے لشکر کو تفصیلی ہدایات دی ہیں، یہ مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان ''مسلح تصادم'' کی صورت میں ضابطۂ اخلاق ہے۔ اس میں آپؓ نے یہ فرمایا:

۱:...... جو تم کو سلام کرے، اس کو قبول کرلو۔

۲:...... نیت سچی رکھو اور صبر کرو کہ اس کے بعد اللہ کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔

۳:...... جب تم مخالف قوت کو شکست دے دو تو اللہ کے حکم سے پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کرو۔ ۴:...... کمزور تک نہ پہنچو کہ اسے اذیت دو۔

۵:...... جو جنگ سے منہ موڑ لے، اس کا پیچھا نہ کرو۔

۶:...... جسے قید کرلو، اسے قتل نہ کرو۔ ۷:...... زخمی شخص پر حملہ آور نہ ہو۔

۸:...... مقتول کی لاش کو مُثلہ نہ کرو۔ ۹:...... جو اسلحہ پھینک دے، وہ امان میں ہے۔

۱۰:...... جو اپنا دروازہ بند کرلے، وہ بھی امان میں ہے۔

۱۱:...... جب تم لوگوں کی آبادی میں پہنچو تو:

الف: پردہ دری نہ کرو۔ ب: نجی زندگی میں مداخلت نہ کرو۔

ج: کسی گھر میں میری اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔

د: ان کے اموال کے قریب بھی نہ جاؤ۔

ہ: جو جنگ کے دوران تمہارے ہاتھ لگا ہے، مثلاً: اسلحہ، گھوڑے، برتن یا گھریلو چیزیں، غلام اور کنیزیں، وہ تمہارا مالِ غنیمت ہے۔ (۱۲) نہج البلاغہ میں اس کا ایک حصہ مکتوب نمبر:۱۴ میں درج ہے۔

آدابِ حرب، چند اہم ضابطے

قرآنِ مجید ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے، چنانچہ ''آدابِ حرب'' بھی قرآنِ مجید میں اشارۃً وصراحۃً بیان کیے گئے ہیں۔ جرابہ اور مسلمانوں کی باہمی آویزش کے متعلق گزشتہ سطور میں کچھ عرض کیا گیا۔ ذیل میں غیر مسلموں سے جنگ ہو جانے کی صورت میں چند اہم ضابطوں کو یہاں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔''(۱۳)

''اور اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

اس آیتِ مبارکہ کے پہلے جزو میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ''اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں''۔ چنانچہ مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تم سے جنگ نہ کریں اور جو لوگ تم سے جنگ نہ کرسکتے ہوں، ان سے جنگ نہ کی جائے۔ (۱۴) البتہ تمام مفسرین نے اس امر پر زور دیا ہے کہ یہ آیت ''مشرکین'' سے قتال کرنے والی آیات سے منسوخ ہوگئی ہے۔ لیکن نسخ کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ آیۂ مبارکہ کے دوسرے جزو میں کہا جارہا ہے کہ ''وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ'' اور حد سے تجاوز نہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس جزو میں نیز اس جیسی اور آیات میں ''اعتداء'' یعنی حد سے بڑھنے کو منع کیا گیا ہے، بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جتنی زیادتی تم پر کی جائے، تم بھی اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو۔ نیز اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ تقویٰ شعاروں کے ساتھ ہے۔ (۱۵)

اسی طرح سورۃ الشوریٰ میں فرمایا: ''وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا''(۱۶) برائی کا بدلہ اس کے مثل برائی ہے۔ یہاں ''مثلِ برائی'' سے مراد حقیقۃً برائی نہیں، بلکہ اس کا بدلہ ہے، لیکن ساتھ ہی یہ تعلیم بھی فرمادی:

''فَمَنْ عَفَا وَ أَصْلَحَ فَأَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔''(۱۷)

''پس جس نے معاف کیا اور صلح پسندی کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

’’وَ إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصّٰبِرِيْنَ۔‘‘ (۱۸)

’’اگر تم کسی کو سزا دو تو ویسی ہی دو جیسی تمہیں دی گئی ہے، اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے اچھا ہے‘‘۔

یہ قرآنِ مجید کا وہ قانونِ عدل ہے جو پورے نظامِ اسلامی کی بنیاد ہے اور یہ نظامِ عدل کسی نہ کسی صورت میں میدانِ جنگ اور جنگی حالات میں بھی برقرار رہتا ہے۔ اس کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۹۰ میں ’’وَلَا تَعْتَدُوْا‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے علماء نے دو پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے:

۱:...... وہ غیر مسلم جو مسلمانوں سے حالتِ جنگ میں نہ ہوں، ان سے جنگ نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان پر کوئی زیادتی ہوگی، نہ ہی ظلم وعدوان کے ذریعے ان پر غلبہ پایا جائے گا۔

۲:...... ان عورتوں، بچوں، بوڑھوں، کمزوروں، اپاہجوں، اندھوں وغیرہ اور تمام ایسے لوگ جو جنگ کے لائق نہیں یا اس میں شریک نہیں، مثلاً: طبیب، راہبان، صومعوں میں محصور افراد کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ البتہ ان میں سے اگر کوئی لڑے گا تو اس سے لڑا جائے گا۔ (۱۹) رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں بیان ہوئی ہے، جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

’’عن سليمان بن بريدة عن أبيه، قال: كان رسول الله (ﷺ) إذا أمّر أميرًا على جيشٍ أو سريّةٍ أوصاه في خاصته بتقوى الله و من معه من المسلمين خيرًا، ثم قال: اغزوا باسم الله في سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تغلّوا ولا تغدروا ولا تمثّلوا، ولا تقتلوا وليدًا، و إذا لقيت عدو كم من المشركين فادعهم إلى ثلاث خصالٍ، أو خلالٍ، فأيّتهنّ ما أجابوك فاقبل منهم و كف عنهم‘‘۔ (۲۰)

اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا۔ (۲۱)

امام بغوی کی روایت عن سليمان بن بريدة میں: ’’ولا شيخًا كبيرًا‘‘ کے الفاظ بھی ہیں اور یہ روایت صحیح مسلم کی روایت سے مختلف ومختصر ہے۔ (۲۲) یعنی ’’نہ ہی کسی عمر رسیدہ بوڑھے کو قتل کرو‘‘۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو کسی لشکر یا سریے پر امیر بناتے تھے تو اُسے خاص طور پر تقوے کی نصیحت کرتے، نیز جو مسلمان ساتھ ہوتے انہیں خیر کی نصیحت فرماتے، بعدازاں آپ ﷺ فرماتے: اللہ کی راہ میں اللہ کے نام سے جنگ کرو، جو لوگ اللہ کا کفر کرتے ہیں ان سے قتال کرو، جنگ کرو، لیکن مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو، نہ وعدہ خلافی کرو اور نہ ہی مثلہ کرو، نیز نو مولود کو قتل نہ کرو، اور جب تم مشرک دشمن کا سامنا کرو تو انہیں تین باتوں کی طرف بلاؤ، ان میں سے جو صورت وہ قبول کرلیں تم بھی وہ قبول کرلو اور ان سے ہاتھ روک لو (انتہیٰ)۔ بعض روایات میں ’’شيخًا كبيرًا‘‘ (انتہائی بوڑھے) آیا ہے۔ (۲۳) اس سے ایک روایت قبل میں ’’و أصحاب الصوامع‘‘ کے الفاظ بھی ہیں۔ (۲۴)

اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وہ ہدایات مشہور ہیں جو آپ نے شام بھیجی جانے والی فوجوں کو دی تھیں۔ ان میں آپؓ نے فرمایا تھا: میں تمہیں اللہ عز و جل سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں، اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جن لوگوں نے اللہ کو ماننے سے انکار کیا ہے ان سے جنگ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت فرمائے گا، مالِ غنیمت میں سے چوری نہ کرنا، غداری نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، زمین میں فساد برپا نہ کرنا اور اُحکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ ہی اُنہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو منہدم نہ کرنا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہوگا اور وہ دنیا سے بے تعلق ہوں گے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ ان کے علاوہ تمہیں کچھ دوسرے لوگ ملیں گے جنہوں نے اپنے سروں پر اونچی ٹوپیاں پہن رکھی ہوں گی۔ یہ لوگ گرجا گھروں کے خدام کہلاتے ہیں، لیکن لوگ جنگ میں انہیں کے مشوروں پر کام کرتے ہیں، تمہیں جب ایسے لوگ ملیں تو ان کی گردنیں اڑا دینا۔'' ایک مرتبہ آپؓ نے فرمایا: ''کسی آباد جگہ کو مت اُجاڑو، اور کسی بکری یا اونٹ کو ہلاک نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے گوشت کی تمہیں ضرورت ہو۔''(۲۵)

دورانِ جنگ غیر مقاتلین کا تحفظ

کتبِ فقہ کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جو قتال میں حصہ نہ لے یا نہ لے سکتا ہو، اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔ پولیو کے مریض، نابینا، عورتیں، بچے، وہ بوڑھا جو قریب الموت ہو، ایسا شخص جو اُٹھ نہ سکتا ہو، ایسا شخص جس کے ہاتھ پیر مخالف سمتوں سے کٹے ہوئے ہیں، نہ اس کو جس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا ہو، جو راہب اپنے گرجا گھر میں ہو، نہ ہی پہاڑوں میں گزر بسر کرنے والا جو لوگوں سے میل جول نہ رکھے، یا وہ لوگ جو اپنے عبادت خانوں کے دروازے بند کیے اندر بیٹھے رہیں۔ اگر کوئی عورتوں اور بچوں کو قتل کرے گا تو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔(۲۶) فقہ جعفریہ میں بھی یہی فتویٰ ہے۔(۲۷)

گو کہ نصوصِ فقہیہ میں ہمیں کسی جگہ کوئی لفظ طبی سہولتوں کے تحفظ اور ان سہولتوں کو مہیا کرنے والوں کے تحفظ سے متعلق نہیں ملا۔ ان میں فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری سب ہی شامل ہیں، لیکن ہم نے جو کچھ عرض کیا وہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا مزاج یہ ہے کہ ''طبی سہولتیں'' پہنچانے والے موجود ہوں، یہاں تک کہ حالتِ جنگ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمیوں کی خبر گیری کرنے والی عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری کتاب الجہاد اور صحیح مسلم کتاب الجہاد میں حضرت، عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمّ سُلیم، اُمّ سَلیط، اور رُبیّع بنت معوذ رضی اللہ عنہن کے اسماء گرامی ملتے ہیں۔ ساتھ ہی '' نسوة من الأنصار'' (انصار کی عورتوں) کا ذکر بھی ملتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ ہم مریضوں کو مدینہ بھی منتقل کرتے تھے۔(۲۸)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مریضوں اور زخمیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا

انتظام بھی موجود تھا۔ اس کی تفصیل باوجود سعی مسلسل کے دستیاب نہ ہوسکی۔ امام محمد نے السیر الکبیر میں ایک باب علاج کرنے پر باندھا ہے اور اس کی شرح میں تھوڑی تفصیل الامام السرخسی نے دی ہے۔ (۲۹) ابن ہشام نے ام عُمارۃ رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی کیا ہے جو لڑتے ہوئے زخمی ہوئیں۔ (۳۰) اسی طرح ابن ہشام نے مرض الموت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوا لانے اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلانے کا ذکر کیا ہے۔ (۳۱) اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ یہ وہ دوا ہے جو عورتیں حبشہ سے لائی ہیں، وہ دوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پلائی تھی۔ (۳۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے اس معاشرے میں طبیب موجود تھے۔ کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے پر طبیب کو بلانے کا ذکر ملتا ہے۔ (۳۳) اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد طبیب کو بلانے کی روایت موجود ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کئی طبیب جمع ہوگئے، ان میں سے حاذق اُثیر بن عمرو السکونی تھا جو کسریٰ کا علاج کیا کرتا تھا، اس نے اپنی دوا آزمائی، لیکن آپؓ کا زخم دماغ تک پہنچ چکا تھا، لہٰذا اس نے کہا: آپ اب اپنی وصیت کردیں۔'' (۳۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ طبیبوں کا ایک طبقہ وہاں موجود تھا اور اس سے استفادہ بھی کیا جاتا تھا۔

اصولی طور پر اسلام ہر بے ضرر طبقے کو نقصان پہنچانے سے منع کرتا ہے، نیز نفع بخش چیزوں مثلاً درخت اور دودھ دینے والے جانوروں کو نقصان پہنچانے سے منع کرتا ہے، لہٰذا طبی سہولتوں اور ان کو فراہم کرنے والے افراد جو جان بچانے کے عمل میں مصروف رہتے ہیں بدرجہ اولیٰ اس میں شامل ہیں۔ اس سلسلے میں سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر: ۳۲ ایک صریح نص ہے، نیز اسی سورت کی آیت نمبر: ۵ میں نیک کاموں میں تعاون کا حکم موجود ہے۔

عرب میں علمِ طب کے موضوع پر علامہ محمود شکری آلوسی نے نسبۃً تفصیل سے لکھا ہے۔ (۳۵) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عربوں میں علمِ طب کا خاصہ رواج تھا اور یہ علم سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا، لہٰذا بعض گھرانوں تک محدود تھا۔ اس کا تعلق سائنسی علم اور جڑی بوٹیوں کے خواص جاننے سے نہیں، بلکہ صرف ذاتی تجربات پر مبنی تھا۔ اسی طرح یہ لوگ جانوروں مثلاً: بکریوں، گھوڑوں، اونٹوں، خچروں وغیرہ کے علاج میں خاصے ماہر تھے۔ حجامہ اور داغنے کا طریقہ بھی تھا۔ متقدمین نے اس علم پر کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔ عہد جاہلیت میں بہت سے طبیب ایسے تھے جنہیں ''حاذق'' کہا جاتا تھا۔ یہ اَطباء کے سردار وسرخیل سمجھے جاتے تھے۔ جو لوگ یمن میں تھے، ان میں سے بعض کا تذکرہ علامہ آلوسی نے کیا ہے: ۱:...... الحارث بن الکَلَدۃ الثقفی، ۲:...... النضر بن الحارث بن الکَلَدۃ الثقفی، (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی)، ۳:...... اِبن حِذْیَم، ان سب میں ماہر تھا۔

ابن ندیم نے اپنی کتاب ''الفہرست'' میں ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جو اس وقت تک کے اَطباء نے یا تو عربی میں لکھی تھیں یا پھر ترجمہ کی گئیں تھیں۔ (۳۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی امراض اور ان کے علاجوں سے متعلق بہ کثرت روایات منقول ہیں، جن کا زیادہ تر حصہ ''صحیح'' کے درجے پر

نہیں پہنچتا۔ پھر بھی اس موضوع پر متعدد کتابیں موجود ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ان روایات پر محققانہ نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے ’’الطب النبوی‘‘ میں اکثر روایات کو جمع کردیا ہے۔ یہ ان کی مشہور کتاب ’’زادالمعاد‘‘ کا ایک حصہ ہے۔

حوالہ جات

۱:......صحیح مسلم فی البر و الصلة، حدیث: ۲۵۶۴، و احمد فی المسند: ۷۷۲۷ و أبو داؤد فی الأدب: حدیث: ۴۸۸۲۔
۲:......البخاری، کتاب العلم، حدیث: ۶۷، مسلم فی القسامة والمحاربون: ۱۶۷۹، ورواہ أحمد فی المسند، ۲۰۳۸۶ عن أبی بکرةؓ۔
۳:......البخاری فی العلم، حدیث: ۱۲۱، مسلم فی الإیمان، حدیث: ۶۵، أحمد فی المسند، حدیث: ۱۹۱۶۷ عن جریر بن عبداللہؓ۔
۴:......البخاری فی الإیمان حدیث: ۳۱، مسلم فی الفتن، حدیث: ۲۸۸۸، أحمد فی المسند، ح: ۲۰۴۳۹۔
۵:......رواہ البخاری فی المظالم، حدیث: ۲۴۴۲، و مسلم فی البر والصلة، حدیث: ۲۵۸۰، کما رواہ أحمد فی المسند، حدیث: ۵۶۴۶۔
۶:......البخاری فی الإکراہ، حدیث: ۶۹۵۲، و أحمد فی المسند، حدیث: ۱۱۹۴۹، والترمذی فی الفتن، حدیث: ۲۲۵۵۔
۷:...... القرطبی ۲۳۴/۵-۲۳۶، الرسالة العالمیة، بیروت، ۲۰۱۲ء۔ ۸:......البقرة: ۱۴۳/۲۔
۹:......آلِ عمران: ۱۱۰/۳۔ ۱۰:......الأنبیاء: ۹۲/۲۱۔ ۱۱:......المؤمنون: ۵۲/۲۳۔
۱۲:......الکافی، ج: ۵، ص: ۳۹، حدیث: ۴، تاریخ الطبری، ج: ۴، ص: ۱۱، وقعة الصفین، ۲۳۶، کتاب الفتوح، ج: ۳، ص: ۳۲، ۴۹، مروج الذهب: ۳۷۱/۲، الکامل فی التاریخ: ۱۷۵/۳، سبل السلام للصنعانی، ۴۰۲/۳-۴۰۴، رقم: ۱۲۲۲ و غیرها من الکتب۔
۱۳:......البقرة: ۱۹۰/۲۔ ۱۴:......أبو حیّان، البحر المحیط، ۷۲/۲-۷۳، روح المعانی، الجزء: ۲، ص: ۱۱۲ وغیرہ۔
۱۵:......البقرة: ۱۹۴/۲۔ ۱۶:......الشوریٰ: ۴۰/۴۲۔
۱۷:......الشوریٰ/۴۰/۴۲۔ ۱۸:......النحل: ۱۲۶/۱۶۔
۱۹:......تفسیر الطبری: ۱۷۵/۲، و القرطبی: ۲۳۷/۳. ۲۴۲ البقاعی، نظم الدرر: ۳۶۲/۱-۳۶۳، فتح القدیر: ۱۳۳/۱۔
۲۰:......صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب تأمیر الإمام الأمراء...... حدیث: ۴۲۸۵ مع تکملة فتح الملهم، ج: ۳، ص: ۱۷-۱۸۔
۲۱:......کتاب الجهاد، باب دعاء المشرکین، و الترمذی فی السیر، باب ماجاء فی وصیته فی القتال، رقم: ۱۶۱۷۔
۲۲:......شرح السنة، ، ج: ۱۱، ص: ۱۱، رقم: ۲۶۶۹، المکتب الإسلامی، بیروت، ۱۹۸۳ء، ط: ۲۔
۲۳:......البیهقی، الکبریٰ، ۹۰/۹ برقم: ۱۷۹۳۴۔ ۲۴:......الکبریٰ، ۱۷۹۳۳۔
۲۵:......البیهقی، السنن: ۸۵/۹، ابن حزم، المحلّی: ۳۴۵/۵، المؤطا: ۴۴۷/۲، شمس الدین ابن قدامه الشرح الکبیر: ۴۵۵/۱۲ مع المغنی و المغنی: ۴۵۱/۸، السنن: سعید بن منصور: ۲، ۵۸۰۰/۳، کنز العمال، ج: ۱، ص: ۲۹۶۔
۲۶:......الکاشانی، بدائع الصنائع: ۶۳/۷، المبسوط للسرخسی: ۱۳۴/۱۰، القدوری، التجرید: ۶۱۴۶/۱۲۔
۲۷:......ملاحظہ فرمائیں: السید محمد حسین ترحینی العاملی، الزبدة الفقهیة فی شرح الروضة البهیة، ۶۴۴/۳ و ما بعد، منشورات ذوی القربیٰ، ط: ۱۴۲۳/۳ھ، محمد جواد مغنیة، فقه الإمام جعفر الصادقؒ: ۲۷۲/۲، دار الجواد، بیروت، ط: ۵، ۱۹۸۴ء۔
۲۸:......صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب: ۶۵ وما بعد، الطاف سنز، ج: ۱، ص: ۷۸۰، ومابعد و الصحیح لمسلم، باب: ۴۶ و ما بعد، مکتبة البشریٰ، ج: ۵ ص: ۵۲۰ و ما بعد۔
۲۹:......ج: ۹۱/۱-۹۵۔ ۳۰:......سیرت ابن هشام: ۸۱/۳، المکتبة العلمیة، بیروت، لبنان۔
۳۱:......ابن هشام: ۶۵۱/۴۔ ۳۲:......ابن هشام: ۶۵۱/۴۔
۳۳:......یوسف بن الحسن بن عبدالهادی الحنبلی، محض الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب، دار أضواء السلف، الریاض، ۲۰۰۰ء، ج: ۳، ص: ۸۴۵۔ ۳۴:......الاستیعاب: ۱۱۲۸/۳۔
۳۵:......بلوغ الأرب، ج: ۳، ص: ۲۶۷ و ما بعد، المکتبة العصریة، بیروت، لبنان، ۲۰۰۹ء۔
۳۶:......الفن الثالث، المقالة السابعة، ص: ۴۵۳-۴۷۴، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۲۰۰۲ء۔